السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہم نے آٹھ سال پہلے شادی کی اوردوسال بعد گھریلوناچاکی کی وجہ سے میری بیوی اپنے میکے چلی گئی اوران کے میکے والوں نے عدالت سے رجوع کیا لیکن مجھے کوئی نوٹس یا سمن موصول نہیں ہوا۔ اورنہ ہی میں نے تحریر یا زبانی طلاق دی ۔ اورعدالت نے یک طرفہ کارروائی کرکے خلع کا فیصلہ دے دیا۔

عرصہ چھ سال بعداب میری بیوی واپس آنا چاہتی ہے آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا اب ہم میاں بیوی کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں یا ہمیں نکاح ثانی کرنا پڑے گا قرآن وحدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ شکریہ

(سائل : احسان الحق شعیب ابراہیم کیپٹن،جمال روڈمکان نمبر13 سانده کلاں لاہور)

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال اگرواقعی مسمی احسان الحق نے اپنی بیوی کی زبانی یا تحریری طلاق نہیں دی اورنہ عدالت کی طرف سے اس کو یا اس کے کسی رشتہ دار کو کوئی نوٹس سمن وصول نہیں ہوا اوراس کی مکمل بے خبری میں عدالت مذکورنے یک طرفہ خلع کا فیصلہ سنا دیا ہو تو پھر بظاہر شرعی خلع کی تعریف صادق نہیں آتی ۔ کیونکہ شرعی خلع اس گلوخلاصی کو کہتے ہیں جس میں بیوی اپنے شوہر کو ملک نکاح کے عوض مہر وغیرہ واپس کرکے اس کے حبالہ عقد سے آزادی حاصل کرتی ہے جیسا کہ فقہاء اورعلماء نے لکھا ہے ۔

1۔ السید محمد سابق مصری خلع کی تعریف میں لکھتے ہیں :

(سمی الفداء لأن المرأة تفتدی نفسها بما تبذله لزوجها.(1)(فقہ السنة ج2ص 253

کہ خلع کو افتداء اس لئے کہا جاتا ہے کہ عورت اپنی جیب سے کچھ مال مہر وغیرہ خاوند کو اداکرکے ملک نکاح سے خلاصی حاصل کرتی ہے ،یعنی مال کے عوض گلوخلاصی حاصل کرنے کا نام خلع ہے ۔

2۔ الشیخ ابوبکرالجزائری خلع کی تعریف یوں ارقام فرماتے ہیں :

(الخلع وهوأن تكره المرأة البقاء مع زوجها فتخلع نفسها منه بمال تعطيه اياه عوضا عما انفق عليها في الزواج بها.(2)(تفسیر ایسر التقاسیر ج1ص 215

جب کوئی عورت بطور بیوی اپنے شوہر کے ساتھ رہنا پسند نہ کرے اوراپنی جیب خاوندکی طرف سے نکاح پر اٹھنے والے اخراجات کے عوض مال دے کرملک نکاح آزادی حاصل کرلے تواس عمل کا نام خلع ہے ۔''

3۔ عنایہ شرح ہدایہ میں یہ تعریف لکھی ہے :

(هوفي الشريعة عبارة عن اخذمال المرأة بازاء ملك النكاح بلفظ الخلع.(1)(حاشیہ ہدایہ : باب الخلع ج2ص 404

''لفظ خلع کے ساتھ خاوند کا ملک نکاح کے عوض عورت سے مال کے کراپنے حبالہ عقد سے آزاد کردینے کو شریعت میں خلع کہتے ہیں ۔''

4۔ فقہاء کی زبان میں خلع کی تعریف یہ ہے :

(فراق الرجل زوجته ببدل يحصل له.(2)(فقہ السنة : ج2ص 253

''شوہر کا اپنی بیوی سے کچھ مال لے کراس سے جدا ہوجانے کو خلع کہتے ہیں ۔''

5۔ ابوالنویس یسوعی لکھتے ہیں خلع امرأتہ ،مال کے عوض عورت کو طلاق دینا ۔(منجد : خلع ص 291

6۔ منہاج المسلم میں ہے :

(عورت کسی وجہ سے اپنے خاوند کو پسند نہ کرنا اوراس کا مال مہر وغیرہ واپس کرکے اس سے خلاصی حاصل کرلینا خلع کہلاتا ہے ۔(ص : 646

ان تعریفات سے جو حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ شرعی خلع میں عورت کے لئے ضروری ہے کہ خاوند سے وصول شدہ مہر وغیرہ واپس کرے ، یعنی عورت کی طرف سے مہر وغیرہ کی واپسی خلع کے تحقق میں بنیادی شرط ہے ورنہ عدم ادائیگی کی صورت میں خلع متحقق نہ ہوگا ۔

تصریح فرماتے ہیں   سید سابق مصری :

(الخلع - کما سبق - اِزالۃ ملک النکاح فی مقابل مال   فالعوض جزء اَساسی من مفهوم الخلع   فاِذا لما یتحقق العوض لا یتحقق الخلع  (3) (فقہ السنۃ : ج2 ص 254

"گزشتہ بحث سے ثابت ہوا کہ اپنی بیوی سے مال (مہر وغیرہ) واپس لے کر شوہر کا ملک نکاح کو زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں ۔"

پس اس اصول سے معلوم ہوا کہ عوض خلع کی صحت کے لئے بنیادی جز ہے ، لہذا جب تک عوض (عورت کا مہر وغیرہ واپس کرنا) متحقق نہ ہوگا شرعاً خلع متحقق (یعنی صحیح) نہ ہوگا چونکہ صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال عدالت نے کی طرفہ طور پر خلع کا فیصلہ سنا دیا ہے تو ظاہر ہے کہ خاوند مسمی احسان الحق کو اس کی بیوی کی طرف سے خلع کے عوض کوئی چیز ادا نہیں کی گئی ، لہذا یہ خلع کا فیصلہ صحیح نہیں اور نکاح اپنی جگہ جوں کا توں قائم اور بحال ہے ۔

تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے ، از سر نو شرعی طریقہ سے یعنی 2 گواہوں کی موجودگی میں ولی کی اجازت سے نئے مہر کا تعین کر کے نکاح پڑھ لیا جائے ۔ کیونکہ خلع کے بعد رجوع کا حق شرعاً ختم ہو جاتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کے حبالہ عقد سے آزاد ہو جاتی ہے ہاں اگر عورت کی مرضی ہو تو اپنے اس خاوند سے نیا نکاح شرعاً کر سکتی ہے ۔

فقہ السنہ میں ہے :

(یجوز للزوج ان یتزوجہا برضاہا فی عدتہا ویعقد علیہا عقدا جدیدا. (1) ج2 ص 258 ، ومنہا مسلم از شیخ ابو بکر جابر الجزائری ص 467

خلاصہ کلام کہ صورت مسئولہ میں بشرط سوال خلع شرعاً واقع نہیں ہوا کہ یک طرفہ ہوا اور بغیر عوض کے وجود میں آیا ہے ، تاہم احتیاطاً عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے نکاح جدید پڑھ لیا جائے ، یعنی نئے گواہوں نئے مہر اور ولی کی اجازت سے نکاح کیا جائے ۔

مفتی کسی قانونی سقم اور عدالتی کارروائی کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ محمدیہ

## ج1ص847

## محدث فتویٰ